شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

جنگ یمامہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے ساتھ ہی جو سب سے بڑا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا وہ اسلام لا کر پلٹ جانیوالوں کا فتنہ تھا۔ ان میں بنو حنیفہ سب سے آگے آگے تھے۔ ان کی تعداد بھی زیادہ تھی اور ان کے پاس مال و اسباب بھی خوب تھا۔ اس لیے سارے عرب میں مرتدین کی کوئی بغاوت اتنی خطرناک نہیں تھی جتنی مسیلمہ کذاب کی۔ جب حضرت عکرمہ اور حضرت شرحبیل بن حسنہ سے کام نہ بنا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو خاص طور پر اس مہم کے لیے نامزد فرمایا۔ احتیاط کا یہ تقاضہ تھا کہ اسلامی لشکر کی حفاظت کا زیادہ سے زیادہ سامان کیا جائے چنانچہ حضرت سلیط [۱] کو بھی کمک دے کر روانہ کیا گیا۔ انھیں حکم ملا کہ:

خالد کے لشکر کے پیچھے پیچھے رہو اور پوری طرح چوکس تا کہ دشمن مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ نہ کر سکے [۲]

وادئ ریاض میں عقرباء کے مقام پر مسیلمہ اور حضرت خالد کا مقابلہ ہوا۔ اہل یمامہ کے پاس بہترین ہتھیار تھے جس میدان جنگ کا انھوں نے انتخاب کیا تھا اس کے چپے چپے سے وہ خوب واقف تھے۔ ان کے مورچے بنے ہوئے تھے اور انھیں معلوم تھا کہ مسلمانوں کو گھیرے میں لینے کے لیے کس طرف ڈھکیلنا بہتر ہو گا [۳]

حضرت خالد نے بطاح کے مقام پر کچھ دیر رک کر اپنی فوج کا معائنہ کیا کچھ ہدایات دیئے اور آگے بڑھ گئے [۴]۔

مسیلمہ کا ایک ہراول دستہ جو شب خون مارنے نکلا تھا یمامہ کی گھاٹی کے پاس پکڑا گیا۔ اس جھڑپ میں مجاعہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا جسے چھڑانے کے لیے اہل یمامہ بڑے بیقرار تھے۔

مسلمانوں کا علم عبداللہ بن حفص کے پاس تھا۔ ادھر زید بن خطاب اور ابو حذیفہ بڑھ بڑھ کر مسلمانوں کو لڑا رہے تھے [۵]۔ ادھر محکم اور رجال مسیلمہ کے دو بڑے جنرل اپنا سارا زور اس بات پر صرف کر رہے تھے کہ ان کی فوجیں جلد سے جلد حضرت خالد بن ولید کے خیمے تک پہنچ جائیں کیونکہ مجاعہ یہیں قید تھا [۶]۔ مسیلمہ کا حکم تھا کہ یمامہ کے اس سردار کو بہر صورت مسلمانوں کی قید سے چھڑا لایا جائے۔

لڑائی زوروں پر تھی کبھی مسلمان اہل یمامہ پر بھاری نظر آتے، کبھی مسیلمہ کی فوج مسلمانوں کو ان کے خیموں تک ڈھکیل دیتی۔ ایک ایسے ہی معرکے میں دشمن حضرت خالد بن ولید کے خیمے تک پہنچ گئے۔ مجاعہ ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ چاہتے تھے اس کی رسیاں کاٹ کر چھڑا لے جائیں کہ حضرت خالد اس موقع پر پہنچ گئے۔ خالد سیف اللہ تھے اہل یمامہ

ان کے نام ہی سے خوف کھاتے تھے جب انھوں نے یا محمد کا نعرہ لگایا تو دشمن کو کچھ ایسے گھبرائے کہ مجاعہ کو چھوڑ پیچھے ہٹ گئے بس دشمن کی یہ جھجک حضرت خالد کے لیے کافی تھی۔ زید بن خطاب، ثابت بن قیس، ابوحذیفہ، براء اور ابودجانہ کو لے کر انھوں نے جوابی حملہ کیا اور اس زور شور سے کہ دشمن دبنے لگا جان یا آن کا معاملہ تھا اللہ کے سپاہیوں نے بڑھ چڑھ کر جان کی بازی لگادی ثابت بن قیس پکارے کہ:

مسلمانو! تم اللہ والے ہو اور یہ شیطان کے پیرو، غلبہ اللہ والوں کے لیے ہے [۷]۔ آؤ میرے ساتھ دیکھو میں کیسا لڑتا ہوں! اور مسلمانوں نے دیکھا کہ اللہ کا یہ سپاہی یوں دشمنوں پر ٹوٹ پڑا جیسے بجلی ٹوٹتی ہے۔

ادھر ابوحذیفہ چلائے کہ: اے قرآن والو! اپنے عمل سے قرآن کو زینت دو۔

اور اپنے عمل سے قرآن کو زینت دینے کے لیے جان کی بازی لگادی۔ بنوحنیفہ کے ایک بہت بڑے گروہ نے انھیں گھیر لیا یہاں کیا دیر تھی۔ چاروں طرف تلوار مارتے تھے۔ بپھر کر جب بھی پینترا بدلتے دشمن دہشت سے گر پڑتے۔ یوں اسلامی لشکر ان جیالوں کی قوت بازو کے بل پر آہستہ آہستہ بڑھنے لگا۔ لیکن بڑی بھاری قیمت پر ابوحذیفہ شہید ہوئے۔ زید بن خطاب شہید ہوئے۔ عبداللہ بن حفص شہید ہوئے۔

اب حضرت خالد نے اعلان کیا کہ: ہر قبیلہ الگ الگ ہو کر لڑے۔ دیکھیں آج کون دشمن پر پہلے قابو پاتا ہے۔

جنگ کی بھٹی بری طرح سلگ گئی اور مسلمانوں نے دشمن کو تلوار کی نوک پر دھر لیا [۸]۔ ایسے کہ بنوحنیفہ کا کس بل جواب دے گیا۔

حضرت خالد نے دیکھا جنگ کا پانسہ پلٹ رہا ہے تو اپنے خاص دستے کو حکم دیا کہ: تیزی سے میرے ساتھ آگے بڑھو! دیکھتے رہنا کہ کوئی مجھ پر پیچھے سے وار نہ کرے!

اور اب جو سیف اللہ کے جوہر کھلے تو دشمن مبہوت ہو گیا۔ خالد دائیں بائیں ہاتھ چلاتے آندھی کی طرح آگے بڑھے۔ زبان پر رجز جاری تھا کہ: میں سرداروں کا فرزند ہوں مقابل پر جب میری تلوار اٹھتی ہے خون فشاں ہو جاتی ہے۔

وہ چاہتے تھے جنگ جلد سے جلد ختم ہو جائے۔ اس کی ایک ہی صورت تھی کہ مسیلمہ کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کے لے کر خالد دشمن کے قلب لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ دیکھا مسیلمہ گھوڑے پر سوار اپنے فدائیوں میں گھرا ہوا ہے تو انھوں نے اس کے جاں نثاروں کا حلقہ توڑا اور مسیلمہ کو للکارا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ مسیلمہ کے حواری سنبھل نہ سکے حضرت خالد نے دیکھا ایک چھوٹے [۹] سے قد، پیلی رنگت اور عورتوں کے سے ناک نقشے کا آدمی سامنے ہے تو پکارے: مسیلمہ! آجا دو دو ہاتھ ہو جائیں!

مسیلمہ نے دیکھا خالد کی تلوار ہوا میں لہرا رہی ہے تو سمجھ گیا موت سر پر کھیل رہی ہے [۱۰]۔ چاہتا تھا صلح کی کچھ شرائط پر بات چیت کرے کہ حضرت خالد اس پر جھپٹ پڑے مسیلمہ اور اس کے ساتھی جان بچا کر بھاگے۔ محکم چلایا کہ: باغ میں گھس جاؤ، باغ میں!

بنوحنیفہ پاس کے ایک باغ میں گھس گئے اور دروازہ بند کرلیا۔

حضرت براء اور حضرت ابودجانہ یہ دیکھ کر فصلیں پر چڑھ گئے اور باغ میں کود پڑے [۱۱]۔

دشمنوں کے بیچ میں، موت کے منہ میں...... اللہ رے جگرداری دشمن بھی دنگ ہوگئے، بڑا گھمسان کا رن پڑا۔

مسلمانوں نے اپنے ساتھیوں کی یہ جرات اور ہمت دیکھی تو ان کے دل بڑھ گئے خود بھی باغ میں کود پڑے اور اب جو میدان جنگ گرم ہوا تو مسلمانوں کی تلواروں سے خون ٹپکتا تھا۔ آخر بنوحنیفہ نے ہتھیار ڈال دیئے۔ وہ باغ جس میں یہ لوگ جان بچا کر گھس گئے تھے بعد میں حدیقۃ الموت کہلایا [۱۲]۔ یہیں محکم کو حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے قتل کیا اور مسیلمہ وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔ وحشی اس لڑائی میں خاص طور پر اس لیے شریک ہوئے تھے کہ مسیلمہ کو مار کر حضرت حمزہ کو شہید کرنے کا کفارہ ادا کریں [۱۳]۔

جنگ ختم ہوئی تو یمامہ کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ ان کے اکیس ہزار آدمی مارے گئے تھے۔ نصف سے زیادہ لشکر! [۱۴] مسلمانوں نے پھر ایک بار ثابت کر دکھایا کہ قوت ایمانی کے آگے نہ تعداد کی کثرت کوئی چیز ہے نہ تیغ و سناں کی بہتات کوئی چیز!

حاشیہ

[۱]۔ حضرت سلیط حضرت اسعد بن زرارہ کے بھانجے تھے۔ حضرت اسعد وہی تھے جنھوں نے مدینۃ النبی میں سب سے پہلے نماز جمعہ کا انتظام کیا۔ سلیط عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مہموں میں شریک رہے۔ وہی ہوذہ بن علی والیٔ یمامہ کے پاس حضور رسالت پناہ صلعم کا نامہ مبارک لے کے گئے تھے جس میں ہوذہ کو ایمان لے آنے کی دعوت دی گئی تھی یمامہ کے دارالحکومت الحجر میں مسیلمہ رہتا تھا۔ (موجودہ ریاض کے پاس) حضرت سلیط واقعہ جسر میں فرات کے پل کے پاس شہید ہوئے۔

[۲]۔ تاریخ طبری

[۳] ۔ اپنے پسندیدہ محاذ پر لڑنا ایک ایسی برتری ہے جس پر لڑائی کے نتائج کا بڑا انحصار ہوتا ہے مسیلمہ کو اس لڑائی میں یہ برتری حاصل تھی۔ اس کے پاس افرادی قوت بھی زیادہ تھی اور مسلمانوں کے مقابلے میں اس کی مالی حیثیت بھی بڑی مستحکم

تھی۔اس لیے ہتھیار اور رسد کی طرف سے اسے بے فکری حاصل تھی۔ارتداد کے فتنے اور زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر کے مدینہ سے باہر کے مسلمانوں نے اسلامی مملکت کے مالیاتی نظام کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔اس کے باوجود حضرت خالد نے لڑائی کا نقشہ اس طرح جمایا کہ دشمن اپنے دفاع کی ہر چال میں مات کھا گیا۔مسلمانوں کو اس وقت سب سے بڑی طمانینت یہ تھی کہ وہ اللہ کی زمین پر فساد کے ایک بڑے مرکز کا خاتمہ کرنے اور کمزور عورتوں بچوں اور مردوں کو قرآن کے حکم کے مطابق بچانے نکلنے تھے۔

[۴]۔بطاح میں رک کر کمکی فوج کا انتظار کیا گیا تھا۔اس کے آجانے کے بعد کوچ ہوا۔یہ کمک حضرت سلیط لے کے آئے تھے۔

[۵]۔دونوں مہاجرین کے دستوں کے سالار تھے۔انصار کی کمان ثابت بن قیس کے ہاتھوں میں تھی۔

[۶]۔وہ مسلمانوں کے ایک دستے سے جو بنو عامر پر مشتمل تھا اپنی پرانی رنجشوں کا بدلہ لینے نکلا تھا۔

[۷]۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھے ہیں۔میں گھبرا گیا اور وہ مجھے پسند نہ آئے تو مجھے حکم ہوا کہ میں ان پر پھونک ماروں میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔

تعبیر اس کی یہ تھی کہ دو وہ جھوٹے نبی نکلیں گے اور مارے جائیں گے۔ایک اسود عنسی تھا جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا دوسرا مسیلمہ کذاب تھا۔(بخاری)۔

[۸]۔جنگ کا پانسہ پلٹنے میں مجموعی طور پر بدری صحابہ کا زیادہ ہاتھ تھا۔اس مہم کے لیے جب لشکر مرتب کیا جانے لگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بطور خاص ایسے مجاہدوں کی بھرتی کی جو زیادہ سے زیادہ دین کی باتیں جانتے تھے۔حافظوں اور قاریوں کو بڑی تعداد اس لڑائی میں شریک ہوئی تھی۔

[۸]۔طبری۔پست قد زرد رو اور ٹھگنا (ابن اثیر)۔

[۱۰]۔حضرت خالد نے اسے انفرادی لڑائی کے لیے للکارا تھا۔وہ مقابلے کے لیے نکلا تو لیکن صلح کی شرائط پر گفتگو کرتے کرتے۔حضرت خالد کی جست وخیز دیکھ کر اپنی جان بچا کر بھاگا اور لڑائی اب آخری مرحلے میں داخل ہوگئی۔حضرت خالد نے جنگ کا پانسہ پلٹنے کے لیے تین تدبیریں اختیار کیں۔(الف) قبیلہ داری بنیاد پر صف بندی کر کے مجاہدوں کے جذبات کو ابھارا۔(ب) خود مبارزت طلب کر کے اپنے ساتھیوں کی ہمت بڑھائی اور دشمن کے نبرد آزماؤں کو قتل کیا۔اپنے بہادروں کو مارے جاتے دیکھ کر بنو حنیفہ کا حوصلہ گر گیا۔(ج) تیز وتند جارحانہ اقدام جس کی وجہ سے دشمن باغ میں قلعہ بند

ہونے کے باوجود بچ نہ سکا۔

[۱۱]۔طبری اقوام یمامہ کے واقعات براء بن مالک ابن اثیر (خلافت راشدہ، جنگ یمامہ، براء بن مالک) اسد الغابہ، جلد دوم صفحہ۳۵۳ابودجانہ

[۱۲]۔فتوح البلدان: مسلمانوں نے باغ کا دروازہ کھول دیا تھا اس کے بعد جو رن پڑا وہ یمامہ والوں کے لیے قیامت خیز ثابت ہوا۔

[۱۳]۔بخاری (باب مغازی)۔

[۱۴]۔ چھ سو ساٹھ مسلمان شہید ہوئے (ابن اثیر) مسلمانوں کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا تھا کہ اس لڑائی میں ستر حفاظ اور قاری شہید ہوئے۔ حضرت زید بن ثابت کی روایت ہے کہ اسی سانحے کے بعد کلام اللہ کتابی صورت میں جمع کیا گیا۔ یہ خیال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں آیا۔ (ابوداؤد۔ بخاری)۔ ڈوزی نے لکھا ہے باغ موت میں دس ہزار مرتدین مارے گئے یہ جملہ مقتولین کی تعداد نہیں ہے۔ مرتدین کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جو احکامات تھے اس میں ڈوزی نے تحریف کی ہے اور لکھا ہے کہ مرتدین کو تلوار سے آگ سے اذیت دے کر بے رحمی سے ہلاک کیا جائے۔ (تاریخ مسلمانان اسپین کتاب اول فصل دوم) اسلام اذیت سے ہلاک کرنے کو سخت منع کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ (ماخوذ: رزمِ حق و باطل)

☆......☆......☆